URDU Gif Format

جَلِیُّ الصَّوت لِنَھْیِ الدَّعْوَۃِ اَمَامَ مَوْت

۱۳۰۹ھ

کسی موت پر دعوت کی ممانعت کا واضح بیان

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

جَلِیُّ الصَّوْت لِنَھْیِ الدَّعْوَۃِ اَمَامَ مَوْت ۱۳۰۹ھ

(کسی موت پر دعوت کی ممانعت کا واضح اعلان)

مسئلہ ۲۶۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلادِ ہندوستان میں رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اُس کے اعزّہ واقارب واحباب کی عورات اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اُس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے۔ پھر کچھ دُوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں، بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں۔ اس مدتِ اقامت میں عورات کے کھانے پینے، پان چھالیا کا اہتمام اہلِ میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرفِ کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں۔ اگر اُس وقت اُن کا ہاتھ خالی ہو تو اس ضرورت سے قرض لیتے ہیں، یُوں نہ ملے تو سُودی نکلواتے ہیں، اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے کیا؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل نبینا الرحیم الغفور بالرفق والتیسیر واعدل الامور فسن الدعوۃ عند السرور دون الشرور صلی اللہ

سب خُوبیاں اللہ کے لیے جس نے ہمارے رحم کرنے، بخشنے والے نبی کو نرمی وآسانی کے ساتھ بھیجا اور کاموں میں اعتدال رکھا، تو دعوت کا طریقہ سرور کے

تعالٰی علیہ وسلم وبارك علیہ وعلٰی اٰلہ الکرام وصحبہ الصدور۔

وقت رکھا نہ کہ شرور کے وقت۔ خدائے تعالٰی ان پر، ان کی معزز آل، اور مقدم اصحاب پر درود وسلام اور برکت نازل فرمائے۔(ت)

سبحان اللہ! اے مسلمان! یہ پُوچھتا ہے جائز ہے یا کیا؟ یُوں پُوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں' سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اوّلاً یہ دعوت خود ناجائز وبدعتِ شنیعہ قبیحہ ہے۔ امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے راوی:

کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعۃ الطعام من النیاحۃ۔[1]

ہم گروہ صحابہ اہلِ میت کے یہاں جمع ہونے اور اُن کے کھانا تیار کرانے کو مُردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔

جس کی حُرمت پر متواتر حدیثیں ناطق ــــ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر[2] شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔[2]

اہلِ میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں' اور یہ بدعتِ شنیعہ ہے۔

اسی طرح علامہ حسن شرنبلالی نے مراقی الفلاح[3] میں فرمایا:

ولفظہ یکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔[3]

میّت والوں کی جانب سے ضیافت منع ہے اس لیے کہ اسے شریعت نے خوشی میں رکھا ہے نہ کہ غمی میں، اور یہ بُری بدعت ہے(ت)

فتاوٰی خلاصہ[4] وفتاوٰی سراجیہ[5] وفتاوٰی ظہیریہ[6] وفتاوٰی تاتارخانیہ[7] اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین[8] وکتاب الکراہیۃ اور تاتارخانیہ سے فتاوٰی ہندیہ[9] میں بالفاظ متقاربہ ہے:

واللفظ للسراجیۃ لایباح اتخاذ الضیافۃ عند

سراجیہ کے الفاظ ہیں کہ غمی میں تیسرے دن کی دعوت

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از مسند عبداللہ بن عمرو دارالفکر بیروت ۲/۲۰۴
سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النہی عن الاجتماع الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۷
[2] فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۱۰۲
[3] مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی فصل فی حملہا ودفنہا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۹

ثلثۃ ایام فی المصیبۃ[1] اھ زاد فی الخلاصۃ لان الضیافۃ تتخذ عند السرور[2]۔

جائز نہیں اھ خلاصہ میں یہ اضافہ کیا کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے (ت)

فتاوٰی[3] امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلایلیق بھا مایکون للسرور[3]۔

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں، تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں۔

تبیین[10] الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لاباس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط و الاطعمۃ من اھل المیت[4]۔

مصیبت کے لیے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امرِ ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے، جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔

امام[11] بزازی وجیز میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع[5]۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں۔

علامہ[12] شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

اطال ذلک فی المعراج وقال وھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا[6]۔

یعنی معراج[13] الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت طویل کلام کیا اور فرمایا یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔

جامع[14] الرموز آخر الکراہیۃ میں ہے:

یکرہ الجلوس للمصیبۃ ثلثۃ ایام او اقل فی

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع

---

[1] فتاوٰی سراجیہ	کتاب الکراہیۃ باب الولیمۃ	منشی نولکشور لکھنؤ	ص ۷۵
[2] خلاصۃ الفتاوٰی	کتاب الکراہیۃ	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	۴/۳۴۲
[3] فتاوٰی قاضی خاں	؍؍	منشی نولکشور لکھنؤ	۴/۸۱
[4] تبیین الحقائق	فصل فی تعزیۃ اہل البیت	مطبعہ کبرٰی امیریہ مصر	۱/۲۴۶
[5] فتاوٰی بزازیۃ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ	الخامس والعشرون فی الجنائز	نورانی کتب خانہ پشاور	۴/۸۱
[6] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز	مطلب فی کراہیۃ الضیافۃ الخ	ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر	۱/۶۰۳

المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ الایام وکذا اکلہا کما فی خیرۃ الفتاوی[1]

ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع ہے، جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں تصریح کی۔

اور فتاوٰی انقرویہ اور واقعات المفتین میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام واکلہا لانہا مشروعۃ للسرور[2]

تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوئی ہے۔

کشف الغطاء میں ہے:

ضیافت نمودن اہل میت اہلِ تعزیت را وپختن طعام برائے آنہا مکروہ ست۔ باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد وتہیہ آن دشوار است[3]

تعزیت کرنے والوں کے لیے اہلِ میت کا ضیافت کرنا اور کھانا پکانا باتفاقِ روایات مکروہ ہے اس لیے کہ مصیبت میں مشغولی کی وجہ سے اس کا اہتمام ان کے لیے دشوار ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

پس انچہ متعارف شدہ از پختن اہل مصیبت طعام را درسوم وقسمت نمودن آن میان اہل تعزیت واقران غیر مباح ونامشروع است وتصریح کردہ بداں در خزانہ چہ شرعیت ضیافت نزد سرور ست نہ نزد شرور وھو المشہور عند الجمہور[4]

تو یہ جو رواج پڑگیا ہے کہ تیسرے دن اہلِ میت کا کھانا پکاتے ہیں اور اہلِ تعزیت اور دوستوں کو بانٹتے کھلاتے ہیں ناجائز وممنوع ہے، خزانہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ شرع میں ضیافت خوشی کے وقت رکھی گئی ہے مصیبت کے وقت نہیں۔ اور یہی جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔ (ت)

ثانیاً غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے، یا اور ورثہ موجود نہیں ہوتے، نہ اُن سے اس کا اذن لیا جاتا ہے، جب تو یہ امرِ سخت حرامِ شدید پر متضمن ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذین یاکلون اموال الیتٰمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون

بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہہ وُہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں، اور قریب ہے

---

[1] جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبدِ قاموس ایران ۳/۳۲۸

[2] فتاوٰی انقرویہ کتاب الکراہیۃ والاستحسان دارالاشاعت العربیۃ قندھار ۱/۳۰

[3] و [4] کشف الغطاء فصل نہم تعزیت ص ۴۷

سعیرا[1]۔

کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔

مالِ غیر میں بے اذنِ غیر تصرف خود ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ:

لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل[2] (اپنے مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔ت)

خصوصًا نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اُسے ہے نہ اُس کے باپ نہ اُس کے وصی کو لان الولایۃ للنظر لا للضرر علی الخصوص (اس لیے کہ ولایت فائدے میں نظر کے لیے ہے نہ کہ معین طور پر ضرر کیلئے۔ت) اور اگر ان میں کوئی یتیم ہُوا تو آفت سخت تر ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خُوب ہے، بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مالِ خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں، تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔ خانیہ و بزازیہ و تتارخانیہ و ہندیہ میں ہے:

ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین وان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذوا ذلک من الترکۃ[3]۔

اگر فقراء کے لیے کھانا پکوائے تو اچھا ہے جب کہ سب ورثہ بالغ ہوں، اور اگر کوئی وارث نابالغ ہو تو یہ ترکہ سے نہ کریں۔ (ت)

نیز فتاوٰی قاضی خاں میں ہے:

ان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ ذلک من الترکۃ[4]۔

ولیِ میّت اگر فقراء کے لیے کھانا تیار کرائے تو اچھا ہے لیکن ورثہ میں اگر کوئی نابالغ ہو تو ترکہ سے یہ کام نہ کرے۔ (ت)

ثالثًا یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعالِ منکرہ کرتی ہیں، مثلاً چلّا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا، الٰی غیر ذٰلک۔ اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے۔ ایسے مجمع کے لیے میّت کے عزیزوں اور دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔ قال تعالٰی: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان[5] (گناہ اور زیادتی پر ایک دُوسرے کی مدد نہ کرو۔ت) نہ کہ اہلِ میّت کا اہتمامِ طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے، تو اس

---

[1] القرآن ۴/ ۱۰

[2] القرآن ۲/ ۱۸۸

[3] فتاوٰی ہندیہ الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۴

[4] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ منشی نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۱

[5] القرآن ۵/ ۲

ناجائز مجمع کے لیے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطاء میں ہے :

ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہلِ میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ است زیرا کہ اعانت است ایشاں را بر گناہ[1]

اگر نوحہ کرنے والیاں جمع ہوں تو اہلِ میت کے لیے دوسرے تیسرے دن کھانا پکوانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں گناہ پر اعانت ہے۔ (ت)

رابعًا اکثر لوگوں کو اس رسمِ شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ ضیافت کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لیے کھانا، پان چھالیا کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے۔ ایسا تکلف شرع کو کسی امرِ مباح کے لیے بھی زنہار پسند نہیں، نہ کہ ایک رسمِ ممنوع کے لیے۔ پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں۔ پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہوگیا۔ اور معاذ اللہ لعنتِ الٰہی سے پورا حصّہ ملا کہ بے ضرورتِ شرعیہ سُود دینا بھی سُود لینے کے باعث لعنت ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا۔ غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسومِ شنیعہ جن سے اُن کے دین و دُنیا کا ضرر ہے ترک کردیں۔ اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں۔ واللہ الہادی۔

تنبیہ: اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں کو ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہلِ میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھاسکیں اور باصرار انھیں کھلائیں۔ مگر یہ کھانا صرف اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنّت ہے، اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور اُن کے لیے بھی فقط روزِ اوّل کا حکم ہے آگے نہیں۔

کشف الغطاء میں ہے :

مستحب است خویشاں و ہمسایہائے میت را کہ طعام کنند طعام را برائے اہلِ وے کہ سیر کند ایشاں را یک شبانہ روز و الحاح کنند تا بخورند و در خوردن غیر اہلِ میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ است[2] اھ ملخصاً

میت کے عزیزوں، ہمسایوں کے لیے مستحب ہے کہ اہلِ میت کے لیے اتنا کھانا پکوائیں جسے ایک دن رات وہ سیر ہو کر کھاسکیں، اور اصرار کرکے کھلائیں، غیر اہلِ میت کے لیے یہ کھانا قولِ مشہور کی بنیاد پر مکروہ ہے اھ ملخصاً (ت)

عالمگیری میں ہے :

حمل الطعام الی صاحب المصیبة والاکل

اہلِ میت کے یہاں پہلے دن کھانا لے جانا اور اُن کے

---

[1] و [2] کشف الغطاء

معھم فی الیوم الاول جائز لشغلھم بالجھاز وبعدہ یکرہ کذا فی التاتارخانیۃ[1] واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

ساتھ کھانا جائز ہے کیونکہ وہ جنازے میں مشغول رہتے ہیں، اور اس کے بعد مکروہ ہے۔ ایسا ہی تتارخانیہ میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم(ت)

مسئلہ ۲۶۷: از ایرایاں محلہ سادات ضلع فتحپور مسئولہ حکیم سید نعمت اللہ صاحب ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) سوم ودہم وچہلم میت کے لیے کھانا جو پکتا ہے اس کو برادری کو کھلائے اور خود جاکر کھائے تو جائز ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ تین روز کے اندر میت کے گھر کا نہ کھائے بعد کو جائز ہے، یہ تفریق صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو وجہ مابہ الفرق ارشاد ہو۔

(۲) مقولہ طعام المیت یمیت القلب (طعامِ میت دل کو مُردہ کردیتا ہے۔ت) مستند قول ہے، اگر مستند ہے تو اس کے کیا معنٰی ہیں؟

الجواب

(۱) سوم، دہم وچہلم وغیرہ کا کھانا مساکین کو دیا جائے، برادری کو تقسیم یا برادری کو جمع کرکے کھلانا بے معنی ہے، کما فی مجمع البرکات (جیسا کہ مجمع البرکات میں ہے۔ت) موت میں دعوت ناجائز ہے۔ فتح القدیر وغیرہ میں ہے:

انھا بدعۃ مستقبحۃ لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور[2]

وہ بُری بدعت ہے کیونکہ دعوت کو شریعت نے خوشی میں رکھا ہے، غمی میں نہیں۔(ت)

تین دن تک اس کا معمول ہے، لہٰذا ممنوع ہے۔ اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا ممنوع ہے۔

(۲) یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنٰی یہ ہیں کہ جو طعامِ میت کے متمنی رہتے ہیں اُن کا دل مرجاتا ہے، ذکر وطاعتِ الٰہی کے لیے حیات وچستی اُس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موتِ مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل، اور اُس کی لذت میں شاغل۔ واللہ تعالٰی اعلم

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب الثانی عشر فی الہدایا والضیافات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۴

[2] فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۰۲
مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فی حملہا ودفنہا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۹

مسئلہ ۲۶۹ ازکلی ناگر، پرگنہ پورن پور، ضلع پیلی بھیت، مکان علن خان نمبردار، مرسلہ اکبر علی شاہ ۱۶ جمادی الاولٰی ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص مرے اور اس کے گھر والے چہلم کا کھانا پکائیں اور جو برادر یا غیر ہوں اُن سے کہیں کہ تمھاری دعوت ہے تو وہ دعوت قبول کی جائے یا نہیں؛ اور کھانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ عرف عام پر نظر شاہد کہ چہلم وغیرہ کے کھانے پکانے سے لوگوں کا اصل مقصود میت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے، اسی غرض سے یہ فعل کرتے ہیں۔ ولہذا اُسے فاتحہ کا کھانا، چہلم کی فاتحہ وغیرہ کہتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں:

واردست کہ مُردہ دریں حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریادرسی مے برد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار او می آید، ازیں ست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند[1]۔

وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریادرسی کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت میں صدقے، دُعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ مرنے سے ایک سال تک خصوصاً چالیس دن تک اس طرح مدد پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ (ت)

اور شک نہیں کہ اس نیت سے جو کھانا پکایا جائے مستحب ہے اور عند التحقیق صرف فقراء ہی پر تصدق میں ثواب نہیں بلکہ اغنیاء پر بھی مورث ثواب ہے۔ حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: فی کل ذات کبد رطبۃ اجر[2] ہر گرم جگر میں ثواب ہے۔ یعنی زندہ کو کھانا کھلائے گا، پانی پلائے گا ثواب پائے گا۔

اخرجہ البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ و احمد عن عبداللہ بن عمرو و ابن ماجۃ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ عنھم (اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے، امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے، اور ابن ماجہ نے حضرت سراقہ بن مالک سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ ت) حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

فیما یاکل ابن اٰدم اجر وفیما یاکل

جو کچھ آدمی کھا جائے اس میں ثواب ہے اور جو

---

[1] تفسیر عزیزی زیر آیۃ والقمر اذا اتسق الخ مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی ص ۲۰۲

[2] سنن ابن ماجہ باب فضل صدقۃ الماء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۰

السبع او الطیر اجر[۱]۔ رواہ الحاکم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما و صحح سندہ۔

درندہ کھا جائے اس میں ثواب ہے، جو پرند کو پہنچے اس میں ثواب ہے۔(حاکم نے اسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور اس کی سند کو صحیح کہا۔ت)

بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعمت زوجك فھولك صدقة وما اطعمت ولدك فھولك صدقة وما اطعمت خادمك فھولك صدقة وما اطعمت نفسك فھولك صدقة[۲]۔ اخرجہ الامام احمد والطبرانی فی الکبیر بسند صحیح عن المقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جو کچھ تُو اپنی عورت کو کھلائے وُہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے بچّوں کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے خادم کو کھلائے وُہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کچھ تو خود کھائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے(اسے امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں بسندِ صحیح حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے:

صرح فی الذخیرۃ بان التصدق علی الغنی نوع قربة دون قربة الفقیر[۳]۔

ذخیرہ میں صراحت ہے کہ غنی پر صدقہ کرنا ایک طرح کی قربت ہے جس کا درجہ فقیر پر تصدق کی قربت سے کم ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

الصدقة لا رجوع فیھا ولو علی غنی لان المقصود فیھا الثواب[۴]۔

صدقہ سے رجوع نہیں ہوسکتا اگرچہ غنی پر ہو اس لیے کہ اس کا مقصود ثواب ہوتا ہے۔(ت)

اسی طرح ہدایہ وغیرہ میں ہے ـــــ مجمع بحارالانوار میں توسط شرح سنن ابی داؤد سے ہے:

الصدقة ما تصدقت بہ علی الفقراء ای غالب

صدقہ وُہ ہے جو تم فقراء پر تصدق کرو۔ یعنی صدقہ کی

---

[۱] مستدرک علی الصحیحین کتاب الاطعمہ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۳

[۲] المعجم الکبیر مروی از مقدام بن معدی کرب حدیث ۶۳۴ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۰/ ۲۶۸
مسند احمد بن حنبل حدیث المقدام بن معدیکرب دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۱

[۳] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۵۷

[۴] درمختار فصل فی مسائل متفرقہ من کتاب الھبہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۶۶

انواعها کذلك فانها علی الغنی جائزة عندنا یثاب به بلاخلاف[1]

اکثر قسمیں فقراء ہی پر ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک غنی پر بھی صدقہ جائز ہے بلاخلاف اس پر وہ مستحق ثواب ہے۔(ت)

اور مدار کار نیت پر ہے انما الاعمال بالنیات۔ تو جو کھانا فاتحہ کے لیے پکایا گیا ہے بلاتے وقت اُسے بلفظِ دعوت تعبیر کرنا اس نیت کو باطل نہ کرے گا، جیسے کسی نے اپنے محتاج بھائی بھتیجوں کو عید کے کچھ روپیہ دل میں زکوٰۃ کی نیت اور زبان سے عیدی کا نام کرکے دیئے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ عیدی کہنے سے وُہ نیت باطل نہ ہوگی کما نصوا علیه فی عامة الکتب (جیسا کہ عامہ کتب میں علماء نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ت) معہذا اپنے قریبوں عزیزوں کے مواسات بھی صلہ رحم وموجب ثواب ہے، اگرچہ وُہ اغنیا ہوں وقد عرف ذلك فی الشرع بحیث لایخفی الاعلی جاھل (جیسا کہ شریعت میں یہ ایسا معروف ہے کہ کسی جاہل ہی سے مخفی ہوگا۔ت) اور آدمی جس امر پر خود ثواب پائے وہ کوئی فعل ہو اس کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے، کچھ خاص تصدق ہی کی تخصیص نہیں، کما تبین ذلك فی کتب اصحابنا رحمهم الله تعالٰی (جیسا کہ ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالٰی کی کتابوں میں یہ روشن ہوچکا ہے۔ت) امام علینی بنایہ میں فرماتے ہیں:

الاصل ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلٰوة اوصوما اوصدقة اوغیرها ش کالحج وقراءة القراٰن والاذکار وزیارة قبور الانبیاء والشهداء والاولیاء و الصالحین وتکفین الموتی وجمیع انواع البر والعبادة کالزکٰوة والصدقة و العشور والکفارات ونحوها اوبدنیة کالصوم والصلٰوة والاعتکاف وقراءة القراٰن و الذکر والدعاء اومرکبة منها کالحج و الجهاد وفی البدائع جعل الجهاد من البدنیات وفی المبسوط جعل المال فی الحج

اصل یہ ہے کہ انسان اپنے کسی عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کرسکتا ہے، نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اس کے علاوہ، ہدایہ۔ جیسے حج، تلاوتِ قرآن، اذکار، انبیاء، شہداء، اولیاء اور صالحین کے مزارات کی زیارت، مُردے کو کفن دینا، اور نیکی وعبادت کی تمام قسمیں جیسے زکوٰۃ، صدقہ، عشر، کفارہ اور ان کے مثل مالی عبادتیں، یا بدنی جیسے روزہ، نماز، اعتکاف، تلاوتِ قرآن، ذکر، دُعا یا دونوں سے مرکب جیسے حج اور جہاد ـــ اور بدائع میں جہاد کو بدنی عبادتوں سے شمار کیا ہے اور مبسوط میں مال کو حج کے وجوب کی شرط بتایا ہے تو حج مالی وبدنی سے مرکب نہیں بلکہ

---

[1] مجمع بحار الانوار تحت لفظ صدق نولکشور لکھنؤ ۲/ ۲۳۸

شرط الوجوب فلم یکن الحج مرکبا قیل ھو اقرب الی الصواب ولھذا لایشترط المال فی حق المکی اذا قدر علی المشی الی عرفات فاذا جعل شخص ثواب ما عملہ من ذلك الی اٰخر یصل الیہ وینتفع بہ حیا کان المھدی الیہ اومیتا[1] اھ ونقلنا عبارۃ الشرح بطولھا لما فیھا من الفوائد۔

صرف بدنی عبادت ہوا۔ کہا گیا یہی درستی سے زیادہ قریب ہے۔ اسی لیے مکی کے حق میں مال کی شرط نہیں جبکہ وُہ عرفات تک پیادہ جانے پر قادر ہو، تو جب مذکورہ عبادات میں سے اپنی ادا کی ہُوئی کسی عبادت کا ثواب کوئی شخص دوسرے کے لیے کر دے تو وہ اسے پہنچے گا اور اس سے اُس کو فائدہ ملے گا، جسے ہدیہ کیا ہے وُہ زندہ ہو یا وفات پاچکا ہو اھ بنایہ۔ ہم نے شرح کی یہ طویل عبارت اس لیے نقل کر دی کہ اس میں متعدد فوائد ہیں۔ (ت)

یُوں بھی اس نیتِ محمود میں کچھ خلل نہیں، اگرچہ افضل وہی تھا کہ صرف فقراء پر تصدق کرتے کہ جب مقصود ایصالِ ثواب تو وہی کام مناسب تر جس میں ثواب اکثر و وافر، پھر بھی اصل مقصود مفقود نہیں، جبکہ نیت ثواب پہنچانا ہے۔ ہاں جسے یہ مقصود ہی نہ ہو بلکہ دعوت و مہمان داری کی نیت سے پکائے، جیسے شادیوں کا کھانا پکاتے ہیں تو اسے بیشک ثواب سے کچھ علاقہ نہیں، نہ ایسی دعوت شرع میں پسند نہ اُس کا قبول کرنا چاہئے کہ ایسی دعوتوں کا محل شادیاں ہیں نہ کہ غمی۔ و لہذا علماء فرماتے ہیں کہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ جس طرح میت کے یہاں روزِ موت سے عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ان کے کھانے دانے، پان چھالیا کا اہتمام میت والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ وُہ کھانا فاتحہ و ایصالِ ثواب کا نہیں ہوتا بلکہ وہی دعوت و مہمان داری ہے کہ غمی میں جس کی اجازت نہیں، کما بیناہ ذلك فی فتاوٰنا (جیسا کہ اسے ہم نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا ہے۔ ت)

یُوں ہی چہلم یا برسی یا ششماہی پر کھانا بے نیت ایصالِ ثواب محض ایک رسمی طور پر پکاتے اور شادیوں کی بھاجی کی طرح برادری میں بانٹتے ہیں، وہ بھی بے اصل ہے، جس سے احتراز چاہئے۔ ایسے ہی کھانے کو شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی مجمع البرکات میں فرماتے ہیں:

آنچہ بعد از سالے یا ششماہی یا چہل روز دریں دیار پزند و درمیان برادران بخشش کنند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخورند[2] ۔ ھکذا نقل عنہ

وُہ جو اس دیار میں ایک سال یا چھ ماہ پر پکاتے اور برادری میں بانٹتے ہیں کوئی معتبر چیز نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہ کھائیں اھ ــــ اسی طرح ان سے شیخ الاسلام

---

[1] البنایۃ شرح الہدایۃ باب الحج عن الغیر المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۲/۱۹۱۱

[2] مجمع البرکات

شیخ الاسلام فی کشف الغطاء۔ نے کشف الغطاء میں نقل کیا ہے (ت)

خصوصاً جب اُس کے ساتھ ریاء و تفاخر مقصود ہو کہ جب تو اس فعل کی حرمت میں اصلاً کلام نہیں۔ اور حدیث صحیح میں ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن طعام المتباریین ان یؤکل اخرجہ ابوداؤد والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما باسناد صحیح۔ قال المناوی ای المتعارضین بالضیافۃ فخرا و ریاء لانہ للریاء لا للہ۔[2]

یعنی جو کھانے تفاخر و ریا کے لیے پکائے جاتے ہیں اُن کے کھانے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (اسے ابوداؤد اور حاکم نے بسندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے نقل کیا۔ ت) امام مناوی نے کہا یعنی ضیافت کے ذریعہ ناموری اور دکھاوا مقصود ہو تو یہ اللہ تعالٰی کے لیے نہیں دکھاوے کیلئے ہے۔ (ت)

مگر بے دلیل واضح کسی مسلمان کا یہ سمجھ لینا کہ یہ کام اس نے تفاخر و ناموری کے لیے کیا ہے جائز نہیں کہ قلب کا حال اللہ تعالٰی جانتا ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام،

ھذا ھو بحمد اللہ القول الوسط لا وکس فیہ ولا شطط وان خالف من فرط فی الباب و افرط، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم

یہی بحمد اللہ درمیانی قول ہے جس میں نہ کمی ہے نہ زیادتی۔ اگرچہ اس باب میں تفریط و افراط کرنے والوں کے خلاف ہو ــ اور خدائے پاک و برتر خُوب جاننے والا ہے (ت)

مسئلہ ۲۷: ۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میّت کے گھر کا کھانا، جو اہلِ میّت سوم تک بطور مہمانی کے پکاتے ہیں اور سوم کے چنوں بتاشوں کا لینا کیسا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

میّت کے گھر کا وُہ کھانا تو البتہ بلاشبہہ ناجائز ہے جیسا کہ فقیر نے اپنے فتوے میں مفصلاً بیان کیا، اور سوم کے چنے بتاشے کہ بغرض مہمانی نہیں منگائے جاتے بلکہ ثواب پہنچانے کے قصد سے ہوتے ہیں۔ یہ اس حکم میں داخل نہیں، نہ میرے اس فتوے میں ان کی نسبت کچھ ذکر ہے، یہ اگر مالک نے صرف محتاجوں کے دینے کے لیے منگائے اور یہی اس کی نیت ہے تو غنی کو ان کا بھی لینا ناجائز، اور اگر اُس نے حاضرین پر تقسیم کے لیے منگائے تو اگر غنی بھی لے لے گا تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور یہاں بحکم عرف و رواج عام حکم یہی ہے کہ وُہ خاص مساکین کے لیے نہیں ہوتے

---

[1] المستدرک علی الصحیحین کتاب الاطعمۃ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۲۹

[2] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر زیرحدیث مذکور ۹۴۹۱ دار المعرفۃ بیروت ۶/ ۳۳۵
التیسیر شرح الجامع الصغیر " " مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیۃ ۲/ ۴۷۲

تو غنی کو بھی لینا ناجائز نہیں، اگرچہ احتراز زیادہ پسندیدہ، اور اسی پر ہمیشہ سے اس فقیر کا عمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

43

مسئلہ ۲۱۶ ۴ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی ہے تو اس صورت میں ہندہ کو کب تک دوسرے کے یہاں کی میت کا کھانا نہیں چاہئے۔ اور اگر ہندہ کے گھر میں کوئی مرجائے تو اس کا بھی کھانا جائز ہے اور کب تک یعنی برسی تک یا چالیس دن تک۔ اور اگر ہندہ نے شروع سے جمعرات کی فاتحہ نہ دلائی ہو تو چالیس دن کے بعد سات جمعرات کی فاتحہ دلانا چاہئے، ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

میت کے یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں اور اُن کی دعوت کی جاتی ہے اُس کھانے کی تو ہر طرح ممانعت ہے اور بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیاء کو بانٹا جاتا ہے وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے مگر اس کا کھانا منع نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں، اور ان سب احکام میں وہ جس نے اپنی موت اپنی حیات میں کر دی اور جس نے نہ کی سب برابر ہیں اور اپنی یہاں موت ہوجائے تو اپنا کھانا کھانے کی کسی کو ممانعت نہیں اور چالیس دن کے بعد بھی جمعراتیں ہوسکتی ہیں، اللہ کے لیے فقیروں کو جب اور جو کچھ دے ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم